صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

مجموعہ مراثی: کربِ جاوداں کا فکری وفنی جائزہ

An Intellectual and Artistic Review of the Collection of Elegies Karb-e-Javedan

Dr Muhammad Nazir
Lecturer Urdu, Uswa Girls College Skardu, nazirurdu1@gmail.com

Muhammad Zahid Khan Afridi
PhD Scholar, University of Karachi, Deparment of Urdu, drzahidiqbal.1968@gmail.com

Muhammad Kamal
Lecturer, Department of Languages and Cultural Studies University of Baltistan Skardu
muhammad.kamal@uobs.edu.pk

Abstract:
This paper offers a critical study of the elegiac poetry of Shahid Naqvi, an important voice in contemporary Urdu literature. His poetry is deeply connected with the classical tradition of marsiya, yet it also reflects a modern intellectual and literary sensibility. In his collection Karb-e-Jawidan, Naqvi revisits the tragedy of Karbala not merely as a historical event or a source of mourning, but as a continuing symbol of sacrifice, courage, resistance, and justice.The study examines selected marsiyas, rubaiyat, quatrains, and nohas in order to explore the artistic and intellectual qualities of Naqvi's poetry. His work goes beyond the conventional expression of grief and presents Karbala as a source of spiritual guidance and moral awareness. Through his poetic treatment of religious and historical themes, he connects the message of Karbala with broader questions of human values and social responsibility.Naqvi's poetry brings together emotion, thought, history, and faith in a balanced and meaningful way. His use of traditional poetic forms, combined with contemporary concerns, gives his elegiac poetry a distinct place in modern Urdu literature. This paper therefore highlights his contribution to the continuing development of Urdu marsiya and examines the aesthetic, thematic, and philosophical dimensions that make his work significant.

Keywords: UrduMarsiya, Karbala, ElegiacPoetry, Conemporary Urdu Literature, Sacrifice, Resistance, Rubaiyat, Nohas, Poetic Aesthetics, Islamic Though

تمہید

اردو ادب میں مرثیہ نگاری کی روایت ایک اہم ادبی سرمایہ ہے، جو صرف فنی جمالیات پر مشتمل نہیں بلکہ تاریخ، فکر، ایمان اور روحانیت کے مختلف جہات کو محیط ہے۔ صنف مرثیہ قارئین و سامعین کو نہ صرف جذباتی اعتبار پر متاثر کرتی ہے بلکہ ایک عمیق فکری، ثقافتی اور اخلاقی پیغام بھی دیتی ہے۔ جیسا کہ نورالحسن نقوی لکھتے ہیں:

"مرثیہ وہ اہم صنف سخن ہے جس نے ہماری شاعری کے دامن کو وسعت دی اور ایک فردمایہ زبان میں ایسا بیش قیمت شعری ذخیرہ فراہم کر دیا جو ترقی یافتہ زبانوں کے لیے بھی باعث رشک ہے۔"(1)

اردو مرثیہ نگاری کی تاریخ میں کئی معروف نام گزرے ہیں، جیسے میر انیس، میرزا دبیر، جوش ملیح آبادی، سید آل رضا، اور یاور عباس، جنہوں نے اس صنف کو کلاسیکی بلندی عطا کی۔(2)

ان مرثیہ نگار شعراء نے مرثیہ کو محض حزن وملال کی ترجمانی تک مقید نہیں رکھا بلکہ اس کے ذریعے انسانی فضائل، فلسفہء ایثار اور دین کے آفاقی اصول کی ترویج کا فریضہ بھی انجام دیا۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ادبی صنف ایک تعین حدود میں مقید ہوتی گئی۔ اس کے اسلوب میں اگرچہ روایت کی اہمیت مستحکم رہی مگر احیاء اور فکری آگہی کی کمی تیزی سے محسوس کی جانے لگی۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب شاہد نقوی جیسے شاعر کی آمد نے ایک نیا فکری اور جمالیاتی جہد منور کیا۔شاہد نقوی کا شمار اردو ادب کے ان شعرا میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تخلیقی استعداد سے نہ صرف مروج اصنافِ سخن کو نئی تازگی عطا کی بلکہ ان میں فکری وسعت اور جدید معنوی جہت بھی پیدا کی۔ وہ ایک کثیر الجہت شاعر ہیں جنہیں اردو کی بیشتر شعری اصناف پر قدرت حاصل ہے۔ ان کا شعری سرمایہ تمام اصناف سخن میں بکھرا ہوا ہے، تاہم ان کی امتیازی شناخت رثائی ادب ہے۔ مرثیہ، نوحہ، سلام اور رباعی ان کے کلام کی بنیادی اساس ہیں۔(3)

ان کا شعری مجموعہ "کربِ جاوداں "مراثی، سلام، قطعات، رباعیات اور نوحوں پر مشتمل ہے۔ مجموعے میں صفحات کی تعداد 176 ہے اور 1992 میں زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ مجموعہ کرب جاوداں میں کل 37 سلام، 12 نوحے، 23 مراثی، 86 قطعات اور 39 رباعیات شامل ہیں۔ جو ان کے فکری و فنی ارتقاء کی جامع ترجمانی کرتا ہے۔ ان کا شعری اسلوب، فکری شعور اور جذبات کی صداقت انہیں معاصر شعرا سے امتیاز بخشتی ہے۔شاہد نقوی کی رثائی شاعری صرف حزن والم کا بیان نہیں بلکہ فکری شعور، تاریخی حقائق کی اصلاح اور عقیدے کی پاکیزگی کا ایک منظم اور مربوط نظام ہے۔ ان کے مرثیے ایک طرف کلاسیکی روایات سے جڑے ہوئے ہیں تو دوسری جانب جدید فکری زوایے کے عکاس بھی ہیں۔ وہ کربلا کو محض ایک واقعہ نہیں بلکہ ایک فکر، مزاحمت، جدوجہد اور اخلاقی درس کے طور پر دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ان کا کلام نہ صرف دل کو مغموم کرتا ہے بلکہ فکر کو بیدار کرتا ہے۔ان کی شاعری میں حضرت سکینہؑ کی فریاد کو ایک مکالماتی اسلوب میں یوں پیش کیا گیا ہے، جیسے قاری خود اس دردناک لمحے میں سانس لے رہا ہو:

"عباس جب خیمے سے رن کی طرف چلا　　　تا دور آرہی تھی سکینہ کی یہ صدا
اللہ! کیا ہوا کہ نہ اب تک پھرے چچا　　　مشکیزہ بھی تھا چھوٹا سا، دریا بھی پاس تھا
کچھ میرے دکھ کی فکر نہ اصغر کا پاس ہے

احساس ہی نہیں کہ ہمیں کتنی پیاس ہے"(4)

اس بند میں شاعر نے حضرت عباس علمدار کے رخصت ہونے کا منظر اور حضرت بی بی سکینہؑ کی معصوم التجا اس قدر سوزوالم سے بیان کی گئی ہے کہ ہر مصرع ایک آہ وفغاں کی مانند محسوس ہوتا ہے۔ جذباتی کیفیت کے ساتھ ساتھ سادگیِ اسلوب اور مکالمے کی صورت نے اس بند کو ایک زندہ منظر بنا دیا ہے۔اسیانداز سے حضرت عباس علمدارؑ کی شہادت کو شاعر نے ایک علامتی پہلودی ہے جو علم کے تقدس،وفا داری اور استقلال کا نمائندہ بن جاتا ہے:

غازی کا سر جھکا تو بڑھے بانیِ ستم چاروں طرف سے پڑنے لگے وار دم بہ دم

بازو کٹے تو خاک پہ گرنے لگا علم بھائی کو دیکھتے تھے ادھر سید انم

گرتے علم نے سارا فسانہ سنا دیا

دیکھا فلک کو، آہ بھری، سر جھکا دیا"(5)

یہ مصرعے محض منظر آفرینی کا حسن رکھتے ہیں بلکہ " علم "کو علامت بنا کر ایک ابدی پیغام وفا میں پیش کرتے ہیں۔ شاعر یہاں شہادت کو صرف جسمانی قربانی نہیں بلکہ فکری استقلال کے طور پر پیش کرتا ہے۔مرثیہ نگار کی جمالیاتی اور فکری کامیابی یہ ہے کہ وہ کربلا کے بعد کی خاموشی کو بھی ایک فعال اور متحرک تجربہ بنا دیتا ہے:

"جب رن میں بعد شامِ غریباں سحر ہوئی روشن شعاعِ مہر سے ہر رہ گزر ہوئی

بے وارثوں کی رات تڑپ کر بسر ہوئی راہِ وفا کی ایک مہم اور سر ہوئی

بھر کر نظر میں حادثہ کربلا بڑھا

اب تازہ منزلوں کی طرف قافلہ بڑھا"(6)

یہ اشعار کربلا کے بعد اہلِ بیت کے قافلے کے سفر کو صرف تاریخ کا حصہ نہیں بلکہ راہِ وفا کا تسلسل قرار دیتے ہیں۔" سحر "صرف ساعت کی علامت نہیں بلکہ روشنی، امید، اور تجدید کی نشانی ہے۔ شاعر کرب وبلا کو ایک جدوجہد اور قافلے کو بیداری کی نشانی بنا دیتا ہے۔اسی طرح:

"دشت بلا میں وہ شب عاشور کا سماں اہل وفا پہ ٹوٹ پڑا تھا جب آسماں

لرزاں تھیں خوف صبح قیامت سے بی بیاں بچوں سے اپنے دور نہ ہٹتی تھی کوئی ماں

خواہش یہ تھی کہ بچوں کو جی بھر کے دیکھ لیں

سو بار ایک رات میں مرمر کے دیکھ لیں"(7)

مرثیے کا یہ حصہ شب عاشور کی وہ غم انگیز اور جانکاہ منظر ہے جو شاعر نے انسانی کیفیات، ماں کی محبت اور قربانی کے شعور کے ساتھ عکاسی کی ہے۔ یہاں قدرت بھی مظلوم کا کرب میں شامل ہے اور جذبات کی شدت اپنی عروج پر ہے۔

اسی فکری بہاؤ کا تسلسل اگلے بند میں جاری ہے:

عاشور کی وہ شب، وہ دل، کربلا لہو   سب یاورانِ شاہ بہم محو گفتگو
ہر دل کی دھن کہ صبح کو رہ جائے آبرو   مسجد سے کہیں دعائیں، کہیں اور کہیں وضو
سامان جنگ کرتے تھے انصارِ شاہ کے
عباس ادھر طلائے پہ تھے خیمہ گاہ کے"(8)

یہ بند روحانی فضا، اخلاقی عظمت اور اصولی جدوجہد کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ حضرت عباسؑ کا پہرہ دینا محض حفاظتی عمل نہیں بلکہ وفا کا علامی مظہر ہے۔اسی تناظر میں:

جب رخصتِ حسین کا ہنگام آگیا   آئے زمیں، یہ گھوڑے سے سجدے میں سر جھکا
قاتل وہ آستین چڑھاتا ہوا بڑھا   بالیں پہ روحِ سیدہ نے سرپٹک دیا
خنجر پھرا تو ماں کا کلیجہ الٹ گیا
زہرا کی گود میں سرِ شبیر کٹ گیا"(9)

یہ بند شاعری، جذبات اور روحانی تاثر کا سنگم ہے۔حضرت" زہرا کی گود "میں شہادت کا منظر کربلا کو عقیدت اور وجدان کے آئینے میں دیکھنے کی مثال ہے۔شاہد نقوی کے قطعات اور رباعیات بھی ان کی فکری کاوشوں کا مظہر ہیں:

"شعورِ دہر کو بھی زیر دام کر لیتے
جو تھا دلیلِ نبوت، وہ کام کر لیتے
برابری کا نبی سے اگر تھا اتنا شوق
کہیں سے وحی کا بھی انتظام کر لیتے"(10)

یہاں شاعر نے فکری سوال اٹھا کر تاریخی دعووں پر تنقیدی طنز کیا ہے۔ زبان سادہ مگر پر اثر ہے۔اسی طرح:

"میں جب علی کی قسم کھا کے بات کرتا ہوں
تو میرے ذہن میں ہوتی ہے کبریا کی قسم
علی ولی ہی نہیں نفس مصطفیٰ ہی نہیں
علی خدا کا بھی اک نام ہے خدا کی قسم"(11)

یہ قطعہ صوفیانہ انداز میں حضرت امام علیؑ کی شان کو مظہرِ ذاتِ حق کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہاں عشق، معرفت، اور فکری بلاغت ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔تاریخی شعور کے پہلو سے:

"مستند تاریخ اسلامی کہاں لکھی گئی
تخت کو منبر بنا کر داستاں لکھی گئی
شام تک رستے گئے سجاد کے تلووں کے زخم
سارے رستے پر لہو سے داستاں لکھی گئی"(12)

یہ اشعار فتح یافتہ بیانیے پر تنقید اور مظلوم کی تاریخ کو پیش کرنے کا فکری احتجاج ہیں۔
شاہد نقوی کی رباعیات بھی اسی بصیرت کا تسلسل ہیں:

"قانونِ الٰہی کی حفاظت کیا ہے
ظلمت میں پیغمبر کی نیابت کیا ہے
اک سرِ نیزہ سے سرِ فکر ابھرا
یہ سوچ رہا تھا کہ امامت کیا ہے"(13)

یہ رباعی حضرت امام حسینؑ کی جدوجہد کو قربانی سے زیادہ فکری انقلاب کا وسیلہ قرار دیتی ہے۔" سرِ نیزہ "فکر کی روشنی بن کر ابھرتا ہے۔اسی طرح:

"سوئی ہوئی تقدیر نظر آتی ہے
کھوئی ہوئی تنویر نظر آتی ہے

آئینے میں جب دیکھتی ہے منہ صغریٰ
اکبر !تری تصویر نظر آتی ہے"(14)

شاعرنے یہ رباعی اہلِ بیت کے غم، محرومی اور جذباتی قربت کو ایک ماورائی گہرائی کے ساتھ پیش کرتی ہے۔
نوحہ نگاری میں:

"وہ کربلا، وہ شامِ غریباں، وہ تیرگی
وہ زینب حزیں، وہ حفاظتِ خیام کی
وہ اک سوار سوئے خیامِ حرم بڑھا
بڑھ کر وہ باگ دخترِ حیدر نے تھام لی
الٹا نقاب چہرے سے اپنے سوار نے
پیشِ نگاہ زینب مظلوم تھے علی
ہر چند صابرہ تھی بہت بنتِ فاطمہ
بے ساختہ لبوں پہ یہ فریاد آ گئی"(15)

یہ نوحہ صرف ایک بیانیہ نہیں بلکہ ایک جذباتی تجربہ ہے جس میں صبر، قربانی اور کربلا کی کائناتی فضا اپنی پوری شدت کے ساتھ موجود ہے۔شاہد نقوی کی شاعری کا سب سے نمایاں خوبی ان کا خلوص، فکری گہرائی، اور ادبی سچائی ہے۔ ان کی زبان سہل مگر موثر، بیان سوزوگدازسے بھرپور مگر شعور میں بیدار، اور اسلوب روایت سےوابستہ لیکن تجدید سےروشن ہے۔ وہ نہ صرف ایکمتاز مرثیہ نگار ہیں بلکہ ایک باشعور، بیدار مغز اور فکری طور پر سرگرم ادیب بھی ہیں جنھوں نے اردو ادب کو ایک فکری تحریک پیش کی۔ان کی تخلیقات

صرف لفظوں کا مرثیہ نہیں بلکہ روح کا مرثیہ ہیں۔ ان کا ہر شعر ایک تاریخ، ایک مزاحمت اور ایکسچائی کا اعلان ہے۔ ان کے کلام میں ہمیں دین کی روح، کربلا کی تپش، اہل بیتؑ کا درد، اور ایک باشعور فرد کا مزاحمتی شعور ایک ساتھ دیکھائی دیتا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعے محض سوگوارانِ کربلا کو ہی نہیں بلکہ مردہ ضمیر کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ان کا مجموعہ کلام" کربِ جاوداں "اردو رثائی ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے، اور آنے والی نسلوں کے لیے بصیرت، فکری احیااور روحانی رفعت کا سرچشمہ بن سکتا ہے۔

حوالہ جات:

1۔نورالحسن، نقوی، مرثیہ نگاری کا فن، مشمولہ اردو مرثیہ گوئی، ص22

2۔شاہد نقوی، ضمیر مصلوب، (پاکستان، حسینی انٹر نیشنل آرگنائزیشن، 1997)، ص13

3۔شاہد نقوی، رومال زہرا، (کراچی، اسلامی رابطہ ملی ناظم آباد، 1999)، ص12

4۔شاہد نقوی، کرب جاوداں، (پاکستان، حسینی انٹر نیشنل آرگنائزیشن، 1992)، ص91

5۔ایضا، ص29

6۔ایضا، ص116

7۔ایضا، ص99

8۔ایضا، ص102

9۔ایضا، ص105

10۔ایضا، ص150

11۔ایضا، ص11

12۔ایضان ص16

13۔ایضا، ص108

14۔ایضا، ص169

15۔ایضا، ص57

References

1 -Noor-ul-Hasan Naqvi, Marsiya Nigari ka Fan, mashmoola Urdu Marsiya Goi, safha 22.
2 -Shahid Naqvi, Zameer-e-Masloob, Pakistan: Hussaini International Organization, 1997, safha 13.
3 -Shahid Naqvi, Rumal-e-Zehra, Karachi: Islami Rabita Milli, Nazimabad, 1999, safha 12.
4 -Shahid Naqvi, Karb-e-Javedan, Pakistan: Hussaini International Organization, 1992, safha 91.
5-Ibid., safha 29.

6-Ibid., safha 116.
7 -Ibid., safha 99.
8 -Ibid., safha 102.
9 -Ibid., safha 105.
10-Ibid., safha 150.
11 -Ibid., safha 11.
13 -Ibid., safha 16.
13 -Ibid., safha 108.
14 -Ibid., safha 169.
15 -Ibid., safha 57.